از قلم حافظ محمد عمار خان ناصر

وسیلۂ نجات

کفارۂ مسیح یا شفاعت محمدیؐ

انسان اپنی فطرت کے لحاظ سے اگرچہ سلیم ہے لیکن نفس امارہ اور شیطانی تحریکات کی وجہ سے گناہ سے بچ نہیں سکتا کیونکہ غلط ماحول اور غلط تربیت کے نتیجہ میں گناہ بسا اوقات انسان کے مزاج کا حصہ بن جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی انسانی وجود گناہ سے محفوظ نہیں، کیونکہ انبیاءؑ اللہ کی پاک و معصوم مخلوق ہیں۔ گناہ کر کے انسان خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ (عادیات)

(بے شک انسان اپنے رب (کی نعمتوں) کا ناشکرا ہے)

اور فرمایا کہ:

وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا (بنی اسرائیل)

(انسان ناشکرا ہے)

جب انسان اپنے ماحول اور بری تربیت کی وجہ سے گناہ کرتا ہے اور اپنے رب کی ناشکری کرتا ہے تو اللہ تعالٰی نے اس کے تدارک کا راستہ بھی واضح فرما دیا کہ چونکہ انسان گناہ سے تمام طور پر نہیں بچ سکتا۔ وہ گناہ جان بوجھ کر کرے یا لاعلمی کی بنا پر اسے شرمندگی ضرور ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالٰی سے دوبارہ تعلق قائم کرنا چاہتا ہے تو اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ وہ "توبہ" کرے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔

اے ایمان والو! اللہ تعالٰی کی طرف خلوص دل سے توبہ کرو۔

جبکہ پولسی عیسائیت کی تعلیم یہ ہے کہ خدا سے دوبارہ تعلق جوڑنے کے لیے مسیح یسوع کے "کفارے" پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کفارہ کا مسئلہ آگے چل کر مذکور ہوگا۔ فی الحال توبہ کے علاوہ ایک اور وسیلۂ نجات کے بارے میں بات ہوگی جو گنہگاروں کی نجات کے لیے اس رحمٰن و رحیم ذات کی طرف سے بیان کیا گیا ہے۔ دنیا میں انسان توبہ کرے تو کرے آخرت میں موقع نہیں ملے گا اور نہ ہی نزع کے عالم میں۔ اللہ پاک کا فرمان ہے:

اِنَّمَا التَّوبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِينَ يَعمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَاُولٰئِكَ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيهِم وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا وَلَيسَتِ التَّوبَةُ لِلَّذِينَ يَعمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ المَوتُ قَالَ اِنِّي تُبتُ الآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُم كُفَّارٌ اُولٰئِكَ اَعتَدنَا لَهُم عَذَابًا اَلِيمًا۔ (النساء)

اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو لاعلمی سے برا کام کر جاتے ہیں پھر جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں تو انہیں پر اللہ رجوع کرتا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور ان کی توبہ قبول نہیں جو گناہ

کیے جاتے ہیں اور کسی کو موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور ان کی جو اسی حالت میں مرجاتے ہیں کہ وہ کافر ہوتے ہیں۔ یہی ہیں جن کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں بظاہر یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) توبہ صرف اس کے لیے ہے جو لاعلمی کی وجہ سے گناہ کا مرتکب ہو اور بعد میں علم اور احساس ہونے پر توبہ کرے۔

(۲) ہمیشہ گناہ کرنے والے کے لیے توبہ نہیں۔ یعنی جو کرتا رہے اور کہے کہ پھر توبہ کروں گا اور اسی طرح ساری زندگی میں توبہ کا موقع نہ آئے اور جب موت آجائے تو کہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔

(۳) کافر مرنے والے کے لیے کوئی توبہ نہیں کہ آخرت میں وہ توبہ کرے۔

لیکن کافر کے لیے آخرت میں توبہ کرنے کا موقع نہ ملنے کا اختصاص یہاں کیوں کیا گیا ہے؟ جبکہ کافر کے علاوہ کسی مومن گناہگار کو بھی توبہ کا موقع نہیں ملے گا۔ تو یہاں سے ایک بات اور ذہن میں آتی ہے کہ مومن گناہگار کے لیے توبہ کے علاوہ بھی کوئی وسیلہ نجات ہے اور آخرت میں وسیلہ نجات یا رحمت خداوندی ہے یا شفاعت اور چونکہ قیامت کے دن خدا منصف ہوگا اس لیے اس کی رحمت کو ابھارنے کے لیے نبی اور تمام انبیاء کرام، شہدا اور حفاظ وغیرہ اللہ پاک کے حضور شفاعت کریں گے

قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ

عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

امید ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پہ مبعوث فرمائے۔

تقریباً تمام مفسرین نے "مقام محمود" کو "مقام شفاعت" سے تعبیر کیا ہے۔ یہاں پر چند اقوال نقل کیے جاتے ہیں

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

والصحیح ان المقام المحمود، مقام الشفاعة

اور صحیح بات یہی ہے کہ مقام محمود شفاعت کا مقام ہے۔ (تفسیر مظہری ج ۲ ص۵۵)

علامہ نظام الدین الحسن النیشاپوریؒ فرماتے ہیں کہ

والاولیٰ ان یخص ذلک بالشفاعة

(تفسیر غرائب القرآن برحاشیہ طبری ج، ص۲۲)

افضل قول یہ ہے کہ "مقام محمود" شفاعت کے لیے مخصوص ہوگا۔

امام ابن جریر الطبریؒ فرماتے ہیں:

ذلک هو المقام الذی هو یقومه صلی اللہ علیه وسلم یوم القیامة للشفاعة للناس۔ (تفسیر طبری مطبوعہ بیروت جلد، ص۹۴)

یہ وہ مقام ہے جہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کے لیے فائز ہوں گے۔

علامہ ابوالبرکات محمود النسفی الحنفیؒ نے بھی ابن جریرؒ کی تائید کی ہے اور لکھا ہے کہ

وهو مقام الشفاعة عند الجمهور ویدل علیه الاخبار

(تفسیر النسفی بحاشیہ خازن ج ۳ ص۱۸٦)

جمہور علماء کے نزدیک مقام محمود مقام شفاعت ہے اور اس پر احادیث دلالت کرتی ہیں۔

علامہ علاؤ الدین البغدادیؒ کا قول ہے کہ

والمقام المحمود هو مقام الشفاعة

(تفسیر خازن ج ۳ ص۱۸۴)

اور مقام محمود سے مراد صرف مقام شفاعت ہے

قرآن مجید اول سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اثبات ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ آیت مذکورہ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً میں شفاعت سے مراد شفاعتِ کبریٰ ہے کیونکہ شفاعتِ صغریٰ کا حق ہر نبی کو اپنی قوم کے لیے ہوگا لیکن تمام امتوں کے لیے شفاعت کرنے کا حق صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔

قاضی ثناء اللہ المظہریؒ فرماتے ہیں کہ

لعل شفاعة الانبياء غير نبينا
يختص بامته ولا تشمل جميعهم
وشفاعة نبينا تنال غير امته ايضا
(مظہری ج ۵ ص ۸۴۔۸۵)

شاید کہ ہمارے نبیؐ کے علاوہ دوسرے انبیاء کی شفاعت انہی کی امت کے ساتھ خاص ہوگی اور سب لوگوں کو شامل نہ ہوگی اور ہمارے نبیؐ کی شفاعت دوسری امت کو بھی پہنچے گی۔

آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک آخرت میں نبیؐ کی شفاعت ذریعہ نجات ہے اور عیسائیوں کے نزدیک کفارۂ مسیح ذریعہ نجات ہے جو ان کے بقول واقع ہو چکا ہے۔ اب ان کا مختصراً تذکرہ کیا جاتا ہے۔

شفاعتِ کبریٰ

یہ صرف ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور تمام انسانوں کو فائدہ دے گی۔ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں سب انسانوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا اور سورج کے از حد قریب ہو جانے سے گرمی کی شدت بڑھ جائے گی تو لوگ تنگ آ کر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس جائیں گے۔ پہلے حضرت آدمؑ کے پاس پھر حضرت نوحؑ کے، پھر حضرت ابراہیم کے پھر حضرت موسیٰؑ کے اور پھر حضرت عیسیٰؑ کے پاس، لیکن یہ سب کہیں گے کہ ہم اس شفاعت کے حقدار نہیں۔ تو سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں گے تو آپؐ فرمائیں گے "انا لها، انا لها" میں ہی اس کا حقدار ہوں میں ہی اس کا حقدار ہوں۔

شفاعتِ صغریٰ

اس شفاعت کا حق تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو حاصل ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نبیؐ کو ایک ایسی دعا مانگنے کا حق دیتا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے اور تمام انبیاء اپنی اپنی مخصوص دعائیں مانگ چکے ہیں اور صرف میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے مخصوص کر رکھی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کا کوئی فرد بھی جہنم میں نہیں رہے گا۔ میں ہر ایک فرد کو نکال لوں گا۔ البتہ کفار کے بارے میں اللہ پاک نے کہا ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

کفارۂ مسیح

یہ عقیدہ عیسائیت کی بنیاد ہے اور باقی عقائد مثلاً التوحید فی التثلیث، حلول، تجسم، وراثت گناہ، صلیب وغیرہ کو اس کی تمہید سمجھیں۔ یہ عقیدہ ایک انوکھی منطق پر مشتمل ہے۔ اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ممنوعہ درخت کا پھل کھا کر گناہ کیا۔ وہ گناہ ان کی اولاد میں منتقل ہوا اور اسی طرح ہر انسان پیدائشی گناہ گار ہوگیا۔ اس لیے کہ اگر خدا آدم کو معاف کر دیتا تو وہ منصف نہ رہتا اور اگر سزا دیتا تو رحیم نہ رہتا اور توبہ انسان کے گناہ کی بخشش کے لیے کافی نہیں تو توبہ کا پتا بھی صاف ہوگیا۔ اب خدا نے ایک راستہ بین بین نکال لیا تاکہ نہ تو اس کی رحیمی پر کوئی زد آئے اور نہ اس کے انصاف پر۔ اور وہ راستہ یہ تھا کہ اس نے اپنے اکلوتے بیٹے یسوع مسیح کو دنیا میں بھیجا تاکہ "بہتیروں کی معافی کے واسطے اس کا خون بہایا جائے" اور وہ تمام انسانوں کے گناہوں کو اپنے سر لاد کر ان کو گناہ سے پاک کر دے (گویا سب انسانوں کا گناہ ایک کے سر تھوپ کر اسے سزا دینا انصاف ہے) تو اس بیٹے

نے آکر بزرگوں اور فقیہوں کے ہاتھوں دکھ اٹھائے اور اپنوں ہی کے ہاتھوں سولی پر چڑھ کر جان دے دی اور کہا کہ "تمام ہوا"، یعنی انسانوں کو گناہ سے نجات دینے کا کام تمام ہوا لیکن اس کفارہ سے صرف "اصلی گناہ" معاف ہوا۔ اگر پھر گناہ کیا تو یسوع مسیح اس کا ذمہ دار نہیں۔ اب اس عقیدے کی دوسری غلطیوں سے قطع نظر اس کو شفاعت کے مقابلے میں رکھا جائے تو تین اختلافات نکھر کر سامنے آجاتے ہیں۔

اسلام ۔ عقیدۂ شفاعت

۱۔ ہر شخص اپنے ہی گناہ کا عذاب سہے گا۔ کوئی اور شخص اس کے گناہ کا بار اپنے سر پر نہ اٹھائے گا۔

۲۔ اگر انسان سابقہ گناہوں سے باز آجائے اور اللہ کے سامنے توبہ کرے تو وہ عذاب میں مبتلا نہ ہوگا۔

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے سب گناہ معاف ہو جائیں گے

مسیحیت ۔ عقیدۂ کفارہ

۱۔ آدم نے گناہ کیا جو باپ تھا اور اس کی اولاد نے اس گناہ کا بوجھ اپنے سر پر اٹھالیا اور پھر اس کو یسوع مسیح پر لاد دیا۔

۲۔ انسان توبہ کرنے سے گناہ نہیں بخشوا سکتا بلکہ جب تک خون نہ بہایا جائے یعنی قربانی نہ دی جائے گناہ "مس سے مس" نہیں ہوگا۔

۳۔ کفارہ مسیح سے صرف وہ گناہ معاف ہوا ہے جو آدمؑ کے اصلی گناہ کی وجہ سے انسانی سرشت میں رچ بس گیا۔

اب ہم ان جزئیات کو قرآن اور بائبل میں دیکھیں گے، اس کے بعد آپ خود فیصلہ کرلیں کہ "وسیلۂ نجات کفارہ مسیح ہے یا شفاعتِ محمدیؐ"۔

اوّل: گناہ کے ایک دوسرے کی طرف انتقال کو قرآن نہیں مانتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ

کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ

وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ (النجم)

انسان کو صرف اپنے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ ملے گا اور اس کے اعمال اس کو عنقریب دکھائے جائیں گے۔

یہ نہیں کہ یہ یکطرفہ اصول ہے۔ بائبل بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔

"جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔ بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ۔ صادق کی صداقت اسی کے لیے ہوگی اور شریر کی شرارت شریر کے لیے"۔

(بائبل۔ پرانا عہدنامہ۔ کتاب حزقی ایل باب ۱۸ آیت ۲۰)

یہی نہیں بلکہ

"اس کا (گناہ کرنے والے کا) گناہ اسی کے سر لگے گا"۔

(بائبل پرانا عہدنامہ کتاب گنتی باب ۱۵ آیت ۳۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات کے آخری صحیفہ "استثناء" میں لکھا ہے کہ

"بیٹوں کے بدلے باپ نہ مارے جائیں نہ باپ کے بدلے بیٹے مارے جائیں۔ ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب سے مارا جائے"۔

(کتاب استثناء پرانا عہدنامہ باب ۲۴ آیت ۱۶)

حضرت آدمؑ کا گناہ تمہارے باپ دادا کے سر کیوں پڑ گیا۔ بائبل تو کہتی ہے کہ

"ہر ایک اپنی ہی بدکرداری کے سبب سے مرے گا۔"

(بائبل۔ عہدنامہ قدیم یرمیاہ باب ۳۱ آیت ۳۰)

جب ہر ایک اپنی بدکرداری کے سبب سے مرے گا تو "سب کی بدکرداری اس پر کیسے لادی گئی۔"

(یسعیاہ ۵۳: ۶)

دوم: توبہ کے بارے میں آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عیسائی عقیدہ کفارہ میں "یتیم" ہے۔ جبکہ بائبل بانگ دہل اعلان کرتی ہے کہ

"اگر شریر اپنے تمام گناہوں سے جو اس نے کیے ہیں باز آجائے اور میرے سب آئین پر چل کر جو جائز اور روا ہے تو وہ یقیناً زندہ رہے گا۔ وہ نہ مرے گا۔ وہ سب گناہ جو اس نے کیے ہیں اس کے خلاف محسوب نہ ہوں گے۔ وہ اپنی راست بازی میں جو اس نے کی ہے زندہ رہے گا۔...... اس لیے کہ اس نے سوچا اور اپنے سب گناہوں سے جو کرتا تھا باز آیا۔"

(بائبل کی کتاب حزقی ایل۔ پرانا عہدنامہ باب ۱۸ آیت ۲۱ تا ۲۸)

قرآن پاک کی ایک آیت ابتداء میں پڑھی جا چکی ہے۔ توبہ کے بارے میں خود عیسائیوں کی مقدس کتاب انجیل مرقس میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ

"توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ"

اور "توبہ کرو آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔"

اور "کفارہ" پر ایمان رکھنے والے حضرات انجیل کو دیکھیں۔ حضرت مسیحؑ نے اپنے خون کا ایک قطرہ بہانے سے بھی قبل اپنے اوپر ایمان لانے والوں کے گناہ معاف کیے۔ اگر خون بہائے بغیر گناہ معاف نہیں ہوتے تو جب آسمانی باپ نے لوگوں کو کفارہ کے بعد معاف کیا تو حضرت مسیح یسوعؑ کو کیا حق ہے کہ وہ لوگوں کے گناہ معاف کرتے پھریں اور اگر خون بہائے بغیر بھی گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو عقیدۂ کفارہ کا سارا ڈرامہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

ان گذارشات سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ عیسائی مذہب کے دانشوروں نے کفارہ کے نام سے انسانی نجات کا جو ڈھونگ کھڑا کیا ہے خود بائبل اس کی تصدیق کرنے کے لیے تیار نہیں ہے اور نہ ہی فطرتِ سلیمہ اور عقل انسانی کے معیار پر یہ بات پوری اترتی ہے جبکہ اس کے برعکس اسلام نے گناہوں سے پاک ہونے اور نجات حاصل کرنے کے لیے انسان کو توبہ کا جو دروازہ بتایا ہے اور "شفاعت" کے عنوان سے رحمتِ خداوندی کی جو خوشخبری دی ہے وہی انسان کی نجات کا صحیح ذریعہ ہے اور اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

"میرے ان بندوں سے کہہ دو جنہوں نے گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرنے والا ہے۔" (الزمر)

حدیث نبویؐ: حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت کا سا ہے۔ اسکا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا۔ (بخاری)